

حضرت خدیجہؓ کا اس واقعہ کو سن کر ورقہ بن نوفل کے پاس لے جانا، جو اس زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے، اس امر کی دلیل ہے کہ جب کوئی نادر واقعہ پیش آئے تو اسے علماء ربانین پر پیش کرنا چاہیے۔ اور اس سے پہلے حضرت نبی کریم ﷺ نے اس واقعہ کو حضرت خدیجہؓ سے بیان کیا جو اس امر کی دلیل ہے کہ اگر اہل خانہ دیندار اور سمجھدار ہوں تو سب سے پہلے ان سے اس کا تذکرہ کرنا چاہیے، اور بعد میں جو اہل علم اور اہل فہم ہوں ان سے تذکرہ کرنا چاہیے۔ ورقہ بن نوفل کا یہ کہنا کہ کاش میں اس وقت صحیح اور تندرست ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو یہاں سے نکالے گی، اس امر کی دلیل ہے کہ انسان کو کسی خیر کی تمنا کرنا جائز ہے اگرچہ اس خیر کی حصول کی امید نہ ہو۔

توحید و رسالت کے بعد پہلا فرض

توحید و رسالت کے بعد سب سے پہلے جس چیز کی آپ کو تعلیم دی گئی تھی وہ ہے وضو اور نماز، حضرت جبریلؑ نے زمین پر اپنی ایڑی ماری جس سے پانی کا ایک چشمہ نکل آیا جس سے حضرت جبریلؑ نے وضو کیا اور حضرت نبی کریم ﷺ دیکھتے رہے، بعدہ حضرت نبی کریم ﷺ نے بھی وضو کیا اور حضرت جبریلؑ نے دو رکعت نماز پڑھائی اور حضرت نبی کریم ﷺ نے اقتدا کی، اس کے بعد آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ کو وضو اور نماز سکھائی، یہ روایت دلائل ابی نعیم کی جلد نمبر 1 اور صفحہ ۷۰ پر ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ مگر دیگر روایات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اسامہ بن زیدؓ اپنے باپ زید بن حارثؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابتداءً بعثت و نزول وحی کے وقت حضرت جبریلؑ میرے پاس آئے اور مجھے وضو نماز کی تعلیم دی، یہ روایت مسند احمد، سنن دارقطنی، اور مستدرک حاکم میں مذکور ہے۔ نیز یہ حدیث سنن ابن ماجہ میں بھی ہے۔ یہ نماز فرض تھی یا نفل اس میں اختلاف ہے، بعض علماء کے نزدیک ابتداءً میں کوئی نماز فرض نہ تھی بلکہ آپ جتنی نمازیں چاہیں پڑھ لیں، حکم صرف صلوٰۃ الیل کا نازل ہوا تھا، اور بعض علماء کے نزدیک ابتداءً بعثت سے ہی دو نمازیں فرض تھیں فجر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں، اور پھر پانچ نمازیں شب معراج میں نازل ہوئیں۔

”سابقین الاولین“

آپ پر ایمان لانے والوں میں سے پہلے خوش نصیب انسان آپ کی شریک حیات و نمگسار حضرت خدیجہ الکبریٰؓ ہیں، بعد قبول اسلام بروز دوشنبہ شام کے وقت آپ کے ہمراہ نماز پڑھی۔ آپ کی آغوش تربیت میں پرورش پانے والے حضرت علیؑ نے اگلے روز حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ کیا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ کا دین ہے، یہی دین حق پیغمبر لیکر دنیا میں آئے، میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں کہ اس کی عبادت کرو لات عزیٰ کو چھوڑ دو اور ان کا انکار کر دو۔ جس پر حضرت علیؑ نے کہا کہ یہ تو بالکل ایک نئی چیز ہے، اس کے بارے میں جب تک میں اپنے ابا ابوطالب سے پوچھ نہ لوں کچھ نہیں کہہ سکتا، یہ بات آپ پر شاق گذری کہ آپ کا راز کسی پر فاش ہو، اسلئے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اے علی اگر تم اسلام قبول نہ کرتے تو پھر اس کا کسی سے تذکرہ بھی مت کرو، حضرت علیؑ چپ ہو گئے ایک رات گزرنے نہ پائی تھی کہ دل میں اسلام ڈال دیا گیا، جب صبح ہوئی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کس چیز کی دعوت دتے ہو، آپ نے فرمایا کہ گواہی دو کہ اللہ اکبر ہے اس کا کوئی شرک نہیں، لات عزیٰ کا انکار کر دو

بت پرستی سے نفرت اور بیزاری ظاہر کرو، بعد قبول اسلام کے حضرت علیؑ نے ایک عرصہ تک اپنے اسلام کو چھپا کے رکھا بعض روایات کے مطابق ایک سال تک آپ نے اپنے اسلام کو اپنے ابا ابوطالب سے مخفی رکھا، اس کے بعد آپ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارث مشرف باسلام ہوئے۔ جب اہل بیت اسلام کے اندر داخل ہو گئے تو پھر آپ نے اپنے احباب و مخلصین کو اس رحمت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ سب سے پہلے آپ نے اپنے صدیق باخلاص اور محب باختصاص اور رفیق قدیم، ولی رحیم یعنی ابوبکر صدیق کو اسلام کی دعوت دی، ابوبکرؓ نے بغیر کسی تامل و تفکر کے اور بغیر کسی غور و تدبر کے آپ کی دعوت کو قبول کر لیا۔

چشم احمد براہو بکرے زدہ وز یکے تصدیق صدیق آمدہ

آپ نے صدق کو پیش کیا اور ابوبکر نے تصدیق کی ایک ہی تصدیق نے صدیق بنادیا۔ چنانچہ عیون الاثر میں ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جس پر بھی اسلام پیش کیا اس نے کچھ نہ کچھ لیت و لعل کیا مگر صدیق اکبرؓ نے ذرہ برابر کوئی توقف نہ کیا۔ البدایہ والنہایہ میں ہے کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ سے پوچھا گیا کہ سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا، تو فرمایا کہ آزاد لوگوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ عورتوں میں سے حضرت خدیجہؓ بچوں میں حضرت علیؓ اور غلاموں میں سے زید بن حارثؓ نے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک آزاد آدمی تھے کسی کے محتاج یا دباؤ میں نہیں تھے اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کے خود ذمہ دار تھے، بخلاف حضرت علیؓ کے کہ وہ ایمان لانے میں بھی والد محترم کی اجازت کے محتاج تھے جیسا کہ پیچھے معلوم ہو گیا، نیز صغرن (کم عمری) ہونے کی وجہ سے بھی اتنے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت نہ تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بالغ آزاد اور مستقل ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب شوکت و مرتبت بھی تھے، اول وہلہ میں اسلام قبول کر کے آپ کے دست و بازو بن گئے، مال و متاع اور زندگی کا کل سرمایہ اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ اور مکمل تیرہ سال تک ہر طرح کی تکلیف اور مصیبت میں آنحضرت ﷺ کا ساتھ دیا اور دشمنوں کی مدافعت کی۔ اسلام میں داخل ہوتے ہی اسلام کی تبلیغ شروع کر دی، آپ کے احباب و مخلصین میں سے کوئی آپ کے پاس آتا یا آپ ان کے پاس جاتے اس کو اسلام کی دعوت دیتے۔ چنانچہ آپ کے رفقاء و مصاحبین میں سے آپ کی تبلیغ و کوشش سے اسلام لانے والے حضرت عثمان بن عفانؓ، زبیر بن عوامؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، یہ اعیان قریش اور شرفاء خاندان آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے۔ بعد ازاں ابوعبیدہ، عامر بن الجراح، ارقم بن ابی الارقم، مظعون بن حبیب کے تینوں بیٹے، عثمان بن مظعون، قدامہ بن مظعون، عبداللہ بن مظعون، عبید اللہ بن حارث، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ان کی بیوی فاطمہ بنت خطاب، اسماء بنت ابی بکر، خباب ابن الارت، عُمیر بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود، مسعود بن القاری، سلیط بن عمرو، عیاش بن ابی ربیعہ، ان کی بیوی اسماء بنت سلامہ، حنیس بن خذافہ، عامر بن ربیعہ، عبداللہ بن جحش، ان کے بھائی ابوہمید بن جحش، جعفر بن ابی طالب اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس، حاطب بن الحارث اور ان کی بیوی فاطمہ بنت مجمل اسکے بھائی خطاب بن حارث ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار، معمر بن حارث، سائب بن عثمان بن مظعون، مطلب بن ازہران کی بیوی رملہ بنت ابی عوف، نعیم بن عبداللہ النخام، عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام، خالد بن سعید بن العاص ان کی بیوی امیہ بنت خلف، حاطب بن عمرو، ابوہذیفہ بن عتہ، واقد بن عبداللہ، بکیر بن عبد مالیل کے حاروں مٹے، خالد عامر عاقل اور اماس، عمار بن ماسر،

صہیب بن سنان، عبد اللہ بن جدعان کے آزاد کردہ غلام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ کسی گھائی یا درہ میں جا کر پوشیدہ نماز پڑھتے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ اور حضرت علیؓ کسی درہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک ابوطالب اس طرف آنکے۔ حضرت علیؓ نے اب تک اپنے ایمان کو اپنے ماں باپ اعمام اور دیگر اقارب پر ظاہر نہونے دیا تھا، ابوطالب نے حضرت نبی کریم ﷺ سے مخاطب ہو کر پوچھا بھتیجے یہ کیا دین ہے اور یہ کیسی عبادت ہے، آپ نے فرمایا، اے چچا یہی دین ہے اللہ کا اور اس کے تمام فرشتوں کا اور پیغمبروں کا اور خاص کر ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا، اور اللہ نے مجھے کو تمام بندوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، سب سے زیادہ آپ میری نصیحت کے مستحق ہیں، کہ آپ کو خیر اور ہدایت کی طرف بلاؤں، آپ کو چاہے کہ آپ سب سے پہلے اس ہدایت اور دین حق کو قبول کریں اور اس بارے میں میرے معین اور مددگار ثابت ہوں۔ اس پر ابوطالب نے کہا کہ اے بھتیجے میں اپنا آبائی مذہب تو چھوڑ نہیں سکتا لیکن اتنا ضرور ہے کہ تم کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے گا۔ بعد ازاں اپنے بیٹے یعنی حضرت علیؓ سے مخاطب ہوئے اور پوچھا بیٹے یہ کیا دین ہے جس کو تم نے اختیار کیا ہے، حضرت علیؓ نے جواب میں فرمایا اباجان میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جو کچھ وہ من جانب اللہ لے کر آئے ہیں اس کی تصدیق کی اور ان کے ساتھ اللہ کی عبادت اور بندگی کرتا ہوں اور ان کا تتبع اور ان کا پیرو ہوں، ابوطالب نے کہا بہتر ہے تم کو بھلائی اور خیر ہی کی طرف بلایا ہے ان کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ (سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۸۷) اسد الغابہ جلد ۱ صفحہ ۲۸۷ پر لکھا ہے کہ ایک روز حضرت نبی کریم ﷺ حضرت علیؓ کے ساتھ مصروف عبادت تھے کہ اتفاقاً ابوطالب کا گذر ادھر سے ہوا ان کے ساتھ ان کے بیٹے جعفر بھی تھے، آپ کو جب نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو جعفر سے مخاطب ہو کر کہا بیٹا تم بھی علیؓ کی طرح اپنے چچا زاد بھائی کے قوت بازو ہو جاؤ اور بائیں جانب کھڑے ہو کر ان کی ساتھ نماز میں شامل ہو جاؤ۔

حضرت طلحہؓ کا اسلام

حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ میں بغرض تجارت بصریٰ گیا ہوا تھا ایک روز بصرہ کے بازار میں تھا کہ ایک راہب اپنے صومعہ میں سے یہ پکار رہا تھا کہ دریافت کرو کہ ان لوگوں میں کوئی حرم مکہ کا رہنے والا تو نہیں، طلحہؓ نے کہا کہ میں حرم مکہ کا رہنے والا ہوں راہب نے کہا کہ کیا احمد ﷺ کا ظہور ہو گیا میں نے کہا کون (ﷺ) راہب نے کہا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے بیٹے، یہ مہینہ ان کے ظہور کا ہے، حرم مکہ میں ظاہر ہوں گے ایک پتھری اور نخلستانی زمین کی طرف ہجرت کریں گے، اور وہ آخری نبی ہیں۔ دیکھو تم پیچھے نہ رہنا، راہب کی اس گفتگو سے میرے دل میں خاص اثر ہوا فوراً مکہ واپس آیا اور لوگوں سے دریافت کیا کیا کوئی نئی بات پیش آئی لوگوں نے کہا ہاں محمد ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ابن ابی قحافہ یعنی ابوبکر ان کے ساتھ گئے ہیں میں فوراً ابوبکر کے پاس پہنچا ابوبکر مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے، حاضر ہو کر میں مشرف باسلام ہوا اور آپ سے راہب کا تمام واقعہ بیان کیا۔ (اصابہ ج ۲ ص ۲۲۹)

خالد بن سعید بن العاصؓ کا اسلام لانا

اسلام لانے سے پیشتر یہ خواب دیکھا کہ ایک نہایت وسیع اور گہری آگ کی خندق کے کنارے پر کھڑا ہوں میرا باپ سعید مجھ کو اس کی طرف دھکیلنے کا ارادہ کر رہا ہے ناگہاں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور میری کمر پکڑ کر کھینچ لیا خواب سے بیدار ہوا اور قسم کھا کر میں نے نہ کہا

واللہ یہ خواب حق ہے۔ میں ابوبکر کے پاس آیا اور یہ خواب ذکر کیا، ابوبکر نے کہا کہ اللہ نے تیرے ساتھ کچھ خیر کا ارادہ فرمایا ہے، یہ اللہ کے رسول ہیں ان کا اتباع کرو اور اسلام قبول کرو اور ان شاء اللہ تو رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرے گا اور اسلام میں داخل ہوگا اور اسلام ہی تجھ کو آگ میں گرنے سے بچائے گا، مگر تیرا باپ آگ میں گرتا نظر آتا ہے، پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے محمد ﷺ آپ ہم کو کس چیز کی طرف بلاتے ہیں آپ نے فرمایا ”میں تجھ کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ بتوں کی پرستش چھوڑ دو کہ جو نہ نفع اور ضرر کے مالک ہیں اور نہ ان کو یہ علم ہی کہ کس نے ان کی پرستش کی اور کس نے نہیں کی“ خالد کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میں گوہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ اس کے رسول برحق ہیں اور اسلام میں داخل ہو گیا۔ باپ کو جب میرے اسلام کا علم ہوا تو مجھ کو اس قدر مارا کہ سر زخمی ہو گیا اور ایک چھڑی کو میرے سر پر توڑ ڈالا، اور پھر یہ کہا کہ تو نے محمد ﷺ کا اتباع کیا جس نے ساری قوم کے خلاف کیا اور ہمارے معبودوں کو بُرا اور ہمارے ابا و اجداد کو ناحق اور جاہل بتلاتا ہے۔ خالد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے کہا واللہ محمد ﷺ بالکل سچ فرماتے ہیں باپ کو اور بھی غصہ آ گیا اور مجھ کو سخت سست کہا اور گالیاں دی اور یہ کہا اے کمینے تو میرے سامنے سے دور ہو جا، واللہ میں تیرا کھانا پینا بند کر دوں گا میں نے کہا اگر تم کھانا بند کر لو گے تو اللہ عز و جل مجھ کو رزق عطا فرمائیں گے اس پر باپ نے مجھ کو اپنے گھر سے نکال دیا، اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ کوئی اس سے کلام نہ کرے اور جو اس سے کلام کرے گا اس کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جائے گا، خالد اپنے باپ کا در چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے در دولت پر آ پڑے، آپ خالد کا بہت اکرام فرماتے تھے۔ خالد کہتے ہیں کہ میرا باپ ایک بار بیمار ہوا تو یہ کہا کہ اگر اللہ نے مجھ کو اس مرض سے عافیت بخشی تو مکہ میں اس خدا کی عبادت نہ ہونے دوں گا جس کی عبادت کا محمد ﷺ حکم کرتے ہیں خالد کہتے ہیں کہ میں نے اللہ سے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ میرے باپ کو اس مرض سے اٹھنے کے قابل نہ بنا چنانچہ اسی مرض میں میرا باپ مر گیا..... جاری

محمد عنایت اللہ القاسمی

muftia786@gmail.com